حقوق الوالدین

(قسط نمبر :۱)

تحریر : عبدالرحمٰن عزیزالہ آبادی خطیب مرکزی جامع مسجد اہلحدیث حسین خانوالہ پتوکی

مغربی تہذیب و تمدن کے اثرات یا تعلیماتِ اسلامیہ سے عدم واقفیت کی بنا پر عموماً مسلمانوں میں حقوق العباد اور بالخصوص رشتہ داروں کے حقوق کی ادائیگی کا فقدان ہے، حقوق الوالدین، حقوق الأولاد، حقوق الزوجین اور دیگر حقوق سے ناواقفیت کی بناء پر مسلمانوں کا معاشرہ اسلامی زندگی کے نظام اور اسلامی معاشرت کے اصولوں سے دوری کا شکار ہے۔ والدین کا ادب واحترام، ان کی عظمت اور مقام، قلب و جنان سے محو ہوتا جارہا ہے، بلکہ اس کے برعکس بے ادبی، گستاخی، نافرمانی، حق تلفی اور ایذاء رسانی کے ایسے دلسوز اور دردانگیز واقعات مشاہدہ میں آرہے ہیں جن کو سن کر غیرت مند اور شریف انسان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں کہ لاٹھی کے سہارے چلنے والے عمر رسیدہ، کمزور اور ناتوان بوڑھے اپنی اولاد کے ظلم و تشدد سے دل برداشتہ ہو کر دربدر کی ٹھوکریں کھارہے ہیں۔ جس کی بنا پر بے برکتی، ذلت ورسوائی بغض و عداوت اور تعلقات میں کشیدگی ایسے مہلک امراض جنم لے رہے ہیں جو دل و دماغ کی بہترین صلاحیتوں کے ضیاع اور مال و دولت کی بربادی کا سبب بن رہے ہیں۔

اور پھر جن لوگوں کو دینی تعلیم سے کچھ واقفیت اور صالح لوگوں کی ہمنشینی کے مواقع میسر ہیں ان کو بھی صلہ رحمی کے مفہوم سے آشنائی نہیں اور کتاب و سنت میں صلہ رحمی کے جو فضائل ودرجات ہیں اس سے غافل اور بے خبر ہیں اس بے خبری اور غفلت کی وجوہات واسباب پر جب ہم غور کرتے ہیں تو امام کائنات ﷺ کا یہ فرمان ہماری رہنمائی کرتا ہے جو آپ ﷺ نے صدیوں پہلے توضیحاً فرمایا تھا: (أطاع الرجل امرأته، عق أمه، وأدنىٰ صديقه، وأقصىٰ أباه) (ترمذی بحوالہ مشکوۃ: ۴۷۰ / ۲ عن ابی ہریرہؓ) ترجمہ: "عورت کی بے جا حمایت و اطاعت اور دوست کی قربت و محبت کی بنا پر انسان اپنے والدین کے حقوق یکسر فراموش کردے گا"۔

جب ہم امامِ کائنات ﷺ کے اس ارشاد گرامی کی تہہ تک رسائی کرتے ہیں تو یہ نتیجہ اخذ کرتے ہیں کہ واقعۃً عورت کی بے جا حمایت واطاعت اور غلامی نے لکڑی کے سہارے چلنے والے کمزور اور ناتواں بوڑھے کو قبر کی آغوش میں ابدی نیند سلادیا ہے......یا......بچوں کی اعلیٰ تعلیم کے حصول اور اعلیٰ منصب پر فائز ہونے نے والدین کے چین وسکون کو چھین لیا ہے۔

ان واقعات سے متاثر ہو کر بندۂ ناچیز (عبدالرحمٰن عزیز) نے چند سطور حقوق الوالدین پر کتاب و سنت اور

صحیح مستند واقعات کی روشنی میں سپرد قلم کئے ہیں، ممکن ہے کہ والدین کے نافرمان نوجوان ان سطور کو پڑھ کر اپنے والدین کے صحیح فرمانبردار اور اطاعت گزار بن سکیں اور خدمت گار نوجوان مزید خدمت، فرمانبرداری اور اطاعت گزاری کرکے عرش کے سایہ تلے جگہ حاصل کرسکیں۔ دعا ہے کہ اللہ کریم ہمیں والدین کی صحیح خدمت، عزت و تکریم اور اطاعت گزاری کی توفیق ارزانی فرمائے۔ آمین۔

۱۔ والدین سے حسنِ سلوک :

﴿وقضى ربك الا تعبدوا الااياه وبالوالدين إحساناً، إمايبلغن عندك الكبر أحد هما أوكلاهما فلاتقل لهما أف ولاتنهرهما وقل لهما قولاً كريماً، واخفض لهما جناح الذل من الرحمة وقل رب ارحمهما كماربيني صغيراً. ربكم أعلم بمافي نفوسكم ان تكو نواصالحين فانه كان للأوابين غفوراً﴾ (بنی اسرائیل : ۲۳۔۲۵) ترجمہ : "اور تیرے رب نے یہ حکم دے دیا ہے کہ اس معبود بر حق کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور والدین کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ اگر ان میں سے ایک یا دونوں تیرے سامنے بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو اس وقت بھی کبھی ان کو ہوں تک نہ کہو اور نہ ہی ان کو جھڑک اور انتہائی نرمی اور ادب کے ساتھ ان سے بات کر اور ان کے سامنے تواضع کے بازو شفقت اور مہربانی سے جھکائے رکھ اور ان کے حق میں دعا کر، اے میرے رب! جس طرح انھوں نے بچپنے میں میری پرورش کی اس طرح تو بھی ان دونوں پر رحمت فرما، تمہارا رب تمہارے مافی الضمیر کو خوب جانتا ہے اگر تم نیک مقصد رکھو گے تو وہ توبہ کرنے والوں کو بڑا بخشنے والا ہے!"۔ (ترجمہ کشف الرحمٰن : ۱/ ۴۵۳ مطبوعہ دہلی)

ماں باپ کی فرمانبرداری، تعظیم و تکریم اور خدمت ہر حال میں ضروری ہے خواہ وہ بڑھاپے میں ہوں یا جوانی میں۔ اس آیت میں اللہ جل شانہ نے بڑھاپے کا تذکرہ خصوصیت سے کیا کیونکہ اس عمر میں آدمی کے قویٰ کمزور، سماعت و بصارت میں کمی، عقل و شعور، فہم و ادراک میں ضعف اور طبعیت میں چڑچڑاپن واقع ہو جاتا ہے اور مختلف قسم کی بیماریاں لاحق ہو جاتی ہیں اس عمر میں والدین کی دلجوئی، راحت رسانی اور حسنِ سلوک میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کرنا چاہیے اس بنا پر اللہ تعالیٰ نے انسان کو اس کا زمانۂ طفولیت یاد کرایا کہ "اے نوجوان کبھی تو بھی اپنے والدین کا اس سے کہیں زیادہ محتاج تھا جس قدر وہ آج تیرے محتاج ہیں اپنے بچپنے پر غور کر۔ کہ والدین نے اپنے آرام و آسائش، چین و سکون اور راحت و آرام کو تجھ پر قربان کیا، تیری لایعنی باتوں، بے جا مطالبات اور بے ڈھنگی آرزوؤں کو انتہائی صبر و سکون، حلم و بردباری اور محبت کے ساتھ برداشت کیا ان پر بھی آج محتاجی کا وقت آیا ہے، عقل و شعور دیانت و شرافت کا فیصلہ بھی یہی ہے کہ ماں باپ کے ساتھ حسنِ سلوک کیا جائے، ذوقِ سلیم اور انسانیت کا تقاضا بھی

یہی ہے کہ جن پاک ہستیوں نے زمانۂ طفولیت میں تیرے ساتھ اچھا برتاؤ کیا ان کے بڑھاپے میں حسن سلوک سے پیش آ اور ایذا رسانی سے گریز کر یہ قانونِ عدل کے عین مطابق ہے۔

ان آیات کے مندرجہ ذیل مقامات قابلِ غور ہیں :

۱۔ ﴿فلا تقل لهما أف﴾ یعنی : "کبھی ان کو ہوں تک نہ کہہ"۔ اف، ہر ایسا فعل جس سے ناگواری کا اظہار ہو ہر امر متوحش کثیر ہو یا قلیل، بے قرار کرنے سے منع فرمایا والدین کی بات سن کر لمبا سانس لینا اور گھور کر دیکھنا بھی اس میں شامل ہے، حضرت عائشہ صدیقہؓ بیان فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا :

(ماأبر أباه من حد اليه الطرف) (بیہقی شعب الایمان در منثور : ۱۷۱/ ۴)

ترجمہ : "اس شخص نے اپنے باپ کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا جس نے اس کی طرف گھور کر دیکھا"۔ جب باپ کو گھور کر دیکھنا حسنِ سلوک کے منافی ہے تو ماں کو گھور کر دیکھنا تو بالأولیٰ قبیح اور بہت برا ہے۔

کیونکہ والدہ حسنِ سلوک کی زیادہ مستحق ہے، امام کائنات ﷺ سے ایک شخص نے دریافت کیا : (من أحق بحسن صحابتي؟ قال: أمك، قال: ثم من ؟ قال: أمك، قال: ثم من؟ قال: أمك، قال: ثم من؟ قال: أبوك)(بحوالہ مشکوٰۃ : ۴۲۰/ ۲) ترجمہ : "میرے حسنِ سلوک کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے ؟ فرمایا : تمہاری والدہ، اس نے دریافت کیا، پھر کون ؟ فرمایا : تمہاری والدہ، اس نے پھر دریافت کیا، پھر کون ؟ فرمایا : تمہاری والدہ، اس نے پھر دریافت کیا پھر کون ؟ آپؐ نے فرمایا : تمہارا باپ"۔(بخاری و مسلم عن ابی ہریرہؓ)

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ اکرم الاولین والآخرین ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر ایذا رسانی میں اف سے کوئی کم درجہ لفظ بھی ہوتا تو اس کا بھی یقیناً ذکر کیا جاتا۔ حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ اگر والدین بوڑھے ہو جائیں اور تمہیں ان کا پیشاب پاخانہ بھی دھونا پڑے تو کبھی اف نہ کرنا کیونکہ وہ بچپنے میں تیرا پیشاب پاخانہ دھوتے رہے، انھوں نے کبھی ناک منہ نہیں چڑھایا تھا۔

۲۔ ﴿ولا تنهر هما﴾ یعنی :"اور نہ ان دونوں کو جھڑک"۔ جھڑکنا اف کہنے سے بہت برا ہے، جہاں اف کہنا بہت برا ہے۔ تو جھڑکنا کیسے درست ہو سکتا ہے پھر بھی توضیحا جھڑکنے کی ممانعت فرمادی۔

۳۔ ﴿وقل لهما قولاً كريماً﴾ ترجمہ :"اور انتہائی نرمی ادب کے ساتھ ان سے بات کر" یعنی لب ولہجہ میں نرمی اور الفاظ میں توقیر و تعظیم اور عزت و تکریم کا خیال رکھنا، حضرت زبیرؓ ﴿قولاً كريماً﴾ کی تفسیر میں فرماتے ہیں :"إذا دعواك فقل لبيكما وسعد يكما"۔ یعنی :"جب والدین بلائیں تو لبیک و سعدیک کی آواز ہو" حضرت قتادہؒ ﴿قولاً كريماً﴾ کے تحت فرماتے ہیں کہ (قولاً ليناً سهلاً) یعنی :"نرم لب ولہجہ اور سہل طریقہ

سے بات کرو"۔

۴۔ ﴿واخفض لهما جناح الذل من الرحمة﴾ یعنی: "اور ان کے ساتھ تواضع کے بازو شفقت اور مہربانی سے جھکائے رکھ"۔ حضرت عروہ فرماتے ہیں: "والدین کے سامنے ایسی روش اختیار کرو جو ان کی دلی رغبت ہو اور اسکے پورا کرنے تیری وجہ سے فرق نہ آئے"۔ حضرت عطاء بن ابی رباح فرماتے ہیں: "ماں باپ سے بات کرتے وقت اپنے ہاتھ اوپر نیچے مت اٹھانا"۔ حضرت زبیر بن محمد فرماتے ہیں: "ماں باپ اگر تجھے گالیاں دیں اور برا بھلا کہیں تو تجھ پر ضروری ہے کہ جواب میں کہنا کہ اللہ کریم آپ دونوں پر رحم فرمائے"۔

۵۔ ﴿وقل رب ارحمهما كما ربيني صغيراً﴾ ترجمہ: "اور ان دونوں کے حق میں دعا کر، اے میرے رب! جس طرح انھوں نے بچپنے میں میری پرورش کی اسی طرح تو بھی ان دونوں پر رحم فرما"۔ شیر خوارگی کا زمانہ یاد کرایا کہ تو اس طرح ناتواں اور کمزور تھا، تیری تربیت میں انھوں نے خون پسینہ ایک کر دیا، تیری نگہداشت میں اپنے دکھ سکھ بھول گئے تو ذرا سا بیمار ہوا تو تیرے ماں باپ دن کا چین اور رات کا آرام بھول گئے اور اپنی ہمت و طاقت کے مطابق تیری ہر طرح راحت و آرام کا خیال رکھا، اس لئے ان کے حق میں دعا کیا کر ﴿رب ارحمهما كما ربيني صغيراً﴾ کے اس حکم میں تخصیص نہیں بلکہ عمومیت ہے والدین کی زندگی اور مابعد اس دعا کو جاری رکھے تاکہ والدین کا صحیح خدمتگار بن سکے۔ اس آیت میں اللہ کریم نے والدین کے ادب و احترام، عزت و تکریم اور حسنِ سلوک کو اپنی عبادت کے ساتھ ملا کر واجب قرار دیا ہے اور دوسرے مقام پر اپنے شکر کے ساتھ والدین کے شکر کو ملا کر واجب قرار دیا۔ فرمایا:

﴿أن اشكر لي ولوالديك﴾ (لقمان: ۱۴) ترجمہ: "میرا بھی شکر ادا کر اور اپنے والدین کا بھی!"۔

اس سے اظہر من الشمس ہے کہ اللہ کریم کی عبادت کے بعد والدین کی اطاعت و فرمانبرداری بہت اہم ہے اور اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہونے کے ساتھ والدین کا شکر گزار ہونا بہت ضروری ہے!۔

۶۔ **جہاد سے افضل:** صحیح بخاری میں ہے کہ ایک شخص نے امامِ کائنات ﷺ سے سوال کیا: (أيّ العمل أحب إلى الله؟ قال: الصلوة على وقتها، قال: ثم أيّ؟ قال: برالوالدين، قال: ثم أي؟ قال: الجهاد في سبيل الله) ترجمہ: "اللہ تعالیٰ کو کونسا عمل بہت زیادہ پسند ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ وقت پر نماز پڑھنا، اس نے پھر دریافت کیا اسکے بعد کونسا عمل اللہ تعالیٰ کو محبوب ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: کہ والدین سے اچھا سلوک کرنا۔ اس نے پھر دریافت کیا: کہ اس کے بعد کونسا عمل اللہ کو پسند اور محبوب ہے؟ تو رسول اللہؐ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنا۔ (صحیح بخاری مترجم مطبوعہ لاہور کتاب الادب: ۳/ ۳۹۷)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے بعد، جہاد فی سبیل اللہ سے افضل ترین اور محبوب عمل والدین کی خدمت اور فرمانبر داری کرنا ہے، اس کی تائید ایک اور حدیث سے بھی ہوتی ہے جس میں امامِ کائنات سے ایک شخص نے عرض کی میری نیت جہاد میں شرکت کی ہے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: (هل لك أبوان؟ قال: نعم، قال: ففيهما فجاهد) "کیا تیرے ماں باپ زندہ ہیں اس نے کہا: جی ہاں! تو آپ ﷺ نے فرمایا: انہیں کی خدمت کر، یہی جہاد ہے۔ (صحیح بخاری۔ حوالہ مذکورہ بالا)

حضرت عبداللہ بن عمرؓو بیان فرماتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور جہاد میں شریک ہونے کی اجازت طلب کی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ...... احی والداك قال نعم قال ففيهما فجاهد (متفق علیہ) کیا تمہارے والدین زندہ ہیں اس نے کہا جی ہاں فرمایا انہیں کی خدمت کر یہی جہاد ہے۔

۳۔ **ایک دلچسپ واقعہ**: اس ضمن میں ایک نصیحت آموز اور دلچسپ واقعہ ملاحظہ فرمائیں:

امیر المؤمنین سیدنا عمر بن الخطابؓ کے دورِ خلافت میں ایک نابینا صحابی حضرت امیہؓ بھی تھے۔ ان کا لختِ جگر حضرت کعب بن امیہ اپنے باپ کی خدمت میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کرتا تھا۔ کلاب صبح سویرے اٹھتا، باپ کو وضو کراتا، جائے نماز پر لے جاتا، پھر ناشتہ پیش کرتا، بستر دراز کرتا، کپڑے دھوتا، اگر کلاب کا کہیں باہر جانے کا پروگرام ہوتا تو اپنے باپ کو ہمراہ لے جاتا، الغرض...... باپ کی خدمت میں کلاب ہمہ تن مصروف رہتا تھا۔ حضرت امیہؓ بھی اس کی خدمت سے خوش تھے۔ اور اکثر اپنے بیٹے کلاب کے لیے دعائیں کیا کرتے تھے۔ مدینہ منورہ سے کافی دور مسلمانوں اور کافروں میں جنگ چھڑ گئی اس جنگ میں حضرت کلاب بھی شریک تھے۔ حضرت امیہؓ کو اپنے بیٹے کی عدم موجودگی کا احساس ہونے لگا، کیونکہ کلاب کے علاوہ ان کا کوئی خدمتگار نہ تھا۔ چندروز حضرت امیہؓ نے خاموشی اور صبر و تحمل سے بسر کیے، جب تکلیف میں اضافہ ہوا تو امیر المؤمنین حضرت عمرؓ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کی: اے امیر المؤمنین! میرا لڑکا کلاب اس جنگ میں شریک ہے اور اس کے علاوہ میرا کوئی خدمتگار نہیں اس کے جانے سے مجھے بہت زیادہ تکلیف ہوئی ہے۔

حضرت عمرؓ نے اسی وقت اپنے سپہ سالار کو حکم بھجوایا کہ کلاب بن امیہؓ کو واپس بھیج دیا جائے اور حضرت امیہ کو ارشاد فرمایا کہ تم اپنے گھر چلے جاؤ اور آپ کی رسیدگی کا میں بندوبست کر دیتا ہوں چنانچہ حضرت امیہؓ بفرمانِ امیر المؤمنینؓ گھر چلے گئے۔ جب کلاب کو یہ حکم نامہ ملا تو حضرت کلاب جنگ سے واپس آگئے اس وقت حضرت عمرؓ مسجد نبوی میں تشریف فرما تھے۔ حضرت کلاب بھی مسجد نبوی میں پہنچ گئے اور عرض کی کہ یا امیر المؤمنین! کیا حکم ہے؟ فرمایا: کلاب تیرے باپ کو تمہاری عدم موجودگی میں بہت زیادہ تکلیف ہوئی، اس لئے واپس بلایا ہے۔

معلوم نہیں کہ تم باپ کی خدمت کس طرح کرتے ہو۔ توکلاب نے عرض کی : جس طرح ایک بیٹے کو باپ کی خدمت کرنی چاہیے...... حضرت عمرؓ نے فرمایا : ہمارے سامنے خدمت کر کے دکھاؤ، یہ فرمان سن کر کلاب اٹھے، اونٹنی کے تھن دھو کر دودھ دوہا، پھر دودھ والے بر تن پر کپڑا ڈالا اور مسجد میں لے آئے، اسنے میں حضرت امیہؓ بھی تشریف لے آئے، حضرت عمرؓ نے ان کو ایک طرف بٹھادیا اور حضرت کلابؓ کو خاموش رہنے کا اشارہ کیا کہ منہ سے آواز نکالے بغیر باپ کو دودھ کا پیالہ پیش کرے چنانچہ کلاب بفرمانِ امیر المؤمنینؓ خاموشی سے دودھ کا پیالہ خدمت میں پیش کردیا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا : کہ امیہ دودھ کا پیالہ آپکو کس نے دیا ہے ؟ تو حضرت امیہؓ فرمانے لگے : یاامیر المؤمنین ! مجھے معلوم نہیں کہ دودھ کا پیالہ کس نے دیا ہے ؟ مگر اس دودھ کے پیالے سے مجھے کلاب کی خوشبوآرہی ہے۔ تو حضرت عمرؓ نے فرمایا : کہ امیہ یہ دودھ کا پیالہ آپ کو آپ کے بیٹے کلاب نے ہی دیا ہے، پھر آپؓ نے کلاب سے فرمایا : کہ کلاب! تم گھر میں رہ کر اپنے باپ کی خدمت کرو تمہارا یہی جہاد ہے۔ کلاب پھر پہلے کی طرح اپنے باپ کی خدمت میں مصروف ہوگیا۔ (مسند امام احمد بن حنبل : ۲/ ۴۴۲)

نیک اولاد ہمیشہ والدین کی خدمت کرکے ان کی نیک دعاؤں کی مستحق بن جاتی ہے اور والدین کی دعائیں اولاد کے حق میں مقبول ہوتی ہیں، آنحضرت ﷺ نے فرمایا : (ثلاث دعوات مستجابات لاشك فيهن، دعوة الوالد ودعوة المسافر ودعوة المظلوم) (ترمذی ابو داؤد ابن ماجہ) "تین دعائیں مقبول ہیں، جن کی قبولیت میں کوئی شک نہیں، ۱۔ والد کے دعا اولاد کیلئے۔ ۲۔ مسافر کی دعا۔ ۳۔ مظلوم کی دعا۔

﴿ووصينا الانسان بوالديه حملته أمه وهناً على وهن وفصاله فى عامين أن اشكرلي ولوالديك، إلى المصيرo وإن جاهداك علىٰ أن تشرك بي ماليس لك به علم فلا تطعهما وصاحبهما فى الدنيا معروفاً واتبع سبيل من أناب إلي ثم إلي مرجعكم فأنبئكم بما كنتم تعملون﴾ (سورۃ لقمان : ۱۵) ترجمہ : "اور ہم نے انسان کو اسکے ماں باپ کے متعلق نصیحت کی کہ اس کی ماں نے کمزوری در کمزوری اٹھا کر حمل میں رکھا اور اس کی دودھ چھڑائی دو برس میں ہے کہ تو میری اور اپنے ماں باپ کی شکر گزاری کر (بالآخر) میری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے۔ اگر وہ دونوں تجھ پر اس بات کا دباؤ ڈالیں کہ میرے اسے شریک کرے جس کا تجھے علم نہ ہو تو ان کا کہنا نہ ماننا، ہاں ! دنیا میں ان کے ساتھ اچھی طرح بسر کرنا اور اس کی راہ چلنا جو میری طرف جھکا ہوا ہو، تمہارا سب کا لوٹنا میری طرف ہے، تم جو کچھ کرتے ہو اس سے پھر میں تمہیں خبردار کردوں گا"۔ (ترجمہ : خطیب الہند مولانا محمد بن ابراہیم جوناگڈھیؒ)

۴۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ اور والدہ :